کیا نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ یہ جاننے سے پہلے کہ اس بارے ائمہ اہل سنت کا راجح موقف کیا ہے ان باتوں پر غور فرما لیں:

① کیا نبی کریم ﷺ نے معراج والی رات اللہ رب العزت کو دیکھا ہے؟

② کیا نبی کریم ﷺ نے حالتِ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

③ کیا دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جا سکتا ہے؟

① معراج والی رات دیدارِ الٰھی:

معراج والی رات نبی کریم ﷺ نے دنیا کی ظاہری آنکھ سے دیدارِ الٰہی نہیں کیا، جیسا کہ:

(ا) سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سألت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : ھل رأیت ربّک ؟ قال : ((نور أنّی أراہ))

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔“(صحیح مسلم: ۹۹/۱، ح: ۱۷۸)

صحیح مسلم کی اس روایت میں رأیت نورا کے الفاظ بھی ہیں جن کا مطلب بیان کرتے ہوئے امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

معناہ أنّہ لم یر ربّہ ، ولکن رآی نورا علویّا من أنوار المخلوقۃ .

”اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا بلکہ مخلوق (فرشتوں) کے نوروں میں سے ایک بلند نور دیکھا تھا۔“(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: ۵۸)

(ب) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: من حدّثک أنّ محمّدا صلّی

اللّٰه عليه وسلّم رآى ربّه فقد كذب . ''جو آپ کو یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا وہ جھوٹ بولتا ہے۔''

(صحيح البخاري : ۷۲۰/۲، ح : ٤٨٥٥، صحيح مسلم : ۹۸/۱، ح : ۱۷۷)

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے : قد رآه النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم .

''یقیناً اللہ تعالیٰ کو نبی کریم ﷺ نے دیکھا ہے۔''(سنن الترمذي : ۳۲۸۰، وقال : حسن ، السنة لابن ابي عاصم : ۱۹۱/۱، تفسير الطبري : ۵۲/۲۷، كتاب التوحيد لابن خزيمة : ٤٩٠/١، وسندهٗ حسنٌ)

اس قول کے بارے میں شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں : ليس ذلك بخلاف في الحقيقة ، فإنّ ابن عبّاس لم يقل : رآه بعيني رأسه . '' دراصل یہ تعارض نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سر والی دو آنکھوں سے دیکھا ہے۔''

(اجتماع جيوش الاسلامية لابن القيم : ص ٤٨)

نیز فرماتے ہیں : ليس في الأدلّة ما يقتضي أنّه رآه بعينه ، ولا ثبت ذلك عن أحد من الصحابة ، ولا في الكتاب والسنّة ما يدلّ على ذلك ، بل النصوص الصحيحة على نفيه أدلّ . ''کوئی دلیل ایسی نہیں جس کا یہ تقاضا ہو کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نہ یہ صحابہ کرام میں سے کسی سے ثابت ہے نہ کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل ہے۔ اس کے برعکس صحیح نصوص اس کی نفی میں زیادہ واضح ہیں۔''(مجموع الفتاوى لابن تيمية : ۵۰۹/۶، ۵۱۰)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں : وما روى ذلك من إثبات الرؤية بالبصر فلا يصحّ من ذلك لا مرفوعا بل ولا موقوفا ، واللّٰه أعلم . '' نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

وہ نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے۔"(الفصول فی سیرۃ الرسول : ص ٢٦٨)

نیز فرماتے ہیں: وفی روایة عنه ـ یعنی ابن عبّاس ـ أطلق الرؤیة ، وھی محمولة علی المقیّدة بالفؤاد ، ومن روی عنه بالبصر فقد أغرب ، فإنّه لا یصحّ فی ذلک شیء من الصحابة رضی اللّٰه عنهم . "سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔اُن کی یہ بات دل کے ساتھ دیکھنے سے مقیّد کی جائے گی۔جس نے آنکھوں کے ساتھ دیکھنے والی روایت بیان کی ہے اس نے منکر بات کی ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ ثابت نہیں۔"(تفسیر ابن کثیر : ٦/٢٣، ٢٤)

امام ابنِ ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (٧٣١ـ٧٩٢ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں:

وأنّ الصحیح أنّه رآہ بقلبه ، ولم یر بعین رأسه ، وقوله : ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَآى﴾ (النجم : ١١) ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ (النجم : ١٣) صحّ عن النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم أنّ ھذا المرئیّ جبریل ، رآہ مرّتین علی صورته الّتی خلق فیھا .

"صحیح بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا تھا، سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا۔فرمانِ باری تعالیٰ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَآى﴾ (النجم : ١١) (دل نے جو دیکھا تھا اسے جھٹلایا نہیں) ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ (النجم : ١٣) (یقیناً آپ ﷺ نے اسے دوسری دفعہ دیکھا تھا) کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ یہاں جس چیز کو دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دو دفعہ اُن کی اس صورت میں دیکھا ہے جس میں وہ پیدا کیے گئے تھے۔"

(شرح العقیدۃ الطحاویة لابن ابی العز الحنفی : ١/٢٧٥)

نیز لکھتے ہیں: لکن لم یرد نصّ بأنّه صلّی اللّٰه علیه وسلّم رآی ربّه بعین رأسه ، بل ورد ما یدلّ علی نفی الرؤیة . "لیکن نبی کریم ﷺ کے

اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملتی ، البتہ آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھنے کے بارے میں دلائل ملتے ہیں ۔''

(شرح العقیدة الطحاویة لابن ابی العز الحنفی : ۲۲۲/۱)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں : جاءت عن ابن عبّاس أخبار مطلقة ، وأخرىٰ مقيّدة ، فيجب حمل مطلقها على مقيّدها .... وعلى هذا فيمكن الجمع بين إثبات ابن عبّاس ونفي عائشة بأن يحمل على رؤية البصر ، وإثباته على رؤية القلب ، ثمّ المراد برؤية الفؤاد رؤية القلب ، لا مجرّد حصول العلم ، لأنّه صلّى اللّٰه عليه وسلّم كان عالما باللّٰه على الدوام ، بل مراد من أثبت له أنّه رآه بقلبه أنّ الرؤية الّتي حصلت له خلقت في قلبه ، كما يخلق الرؤية بالعين لغيره ، والرؤية لا يشترط لها شيء مخصوص عقلا ، لو جرت العادة خلقها في العين . ''سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایات مطلق آئی ہیں اور کچھ مقیّد ۔ ضروری ہے کہ مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کیا جائے............ یوں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کو آنکھوں کی رؤیت پر محمول کیا جائے اور سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے اثبات کو دل کی رؤیت پر محمول کیا جائے ۔ پھر دل کے دیکھنے سے دیکھنا ہی مراد ہے نہ کہ صرف جاننا ، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے ۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا اثبات کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح عام لوگوں کی آنکھ میں رؤیت پیدا کی جاتی ہے ایسے ہی آپ ﷺ کے دل میں رؤیت پیدا کی گئی ۔ عقلی طور پر رؤیت کے لیے کوئی خاص شرط نہیں اگرچہ عادت یہ ہے کہ یہ آنکھ میں ہی پیدا ہوتی ہے ۔''(فتح الباری لابن حجر : ۴۷۴/۸)

فائدہ : فرمانِ باری تعالیٰ : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ☆ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (النجم : ١٠) [پس وہ (نبی اکرم ﷺ سے) دو کمانوں کے درمیانی فاصلے پر تھا یا اس سے بھی قریب ۔ پھر اس نے اس کے بندے کی طرف وہ وحی کی جو اس نے وحی کی تھی] سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں ، جیسا کہ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

أی : فاقترب جبريل إلى محمّد لمّا هبط عليه إلى الأرض حتّى كان بينه وبين محمّد صلّى الله عليه وسلّم قاب قوسين .

'' یعنی جب جبریل علیہ السلام ، محمد ﷺ پر زمین کی طرف اُترے تو اتنا قریب ہوئے کہ جبریل علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان دو کمانوں کے درمیانی فاصلے جتنا فاصلہ بھی نہ رہا۔''

(تفسير ابن كثير : ٢٢/٦ بتحقيق عبد الرزاق المهدی)

نیز فرماتے ہیں : وهكذا هذه الآية : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ ، وهذا الذی قلناه من أنّ هذا المقترب الدانی الّذی صار بينه وبين محمّد إنّما هو جبريل عليه السلام ، هو قول أمّ المؤمنين عائشة وابن مسعود ، وأبی ذرّ ، وأبی هريرة .

''اسی طرح یہ آیت ہے ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ (یعنی یہاں جبریل علیہ السلام مراد ہیں) ۔اور ہم نے یہ جو کہا ہے کہ محمد ﷺ کے بہت زیادہ قریب ہونے والے جبریل علیہ السلام ہی تھے تو یہ ام المومنین سیدہ عائشہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابو ذر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے۔''(تفسير ابن كثير : ٢٢/٦)

فرمانِ باری تعالیٰ : ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ☆ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (النجم : ٩، ١٠) کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

''اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں ۔''

(صحيح البخاری : ٧٢٠/٢، ح : ٤٨٥٦، صحيح مسلم : ٩٧/١، ح : ١٧٤)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس رؤیت کی نفی کی ہے، اس کا تعلق دنیا کی ظاہری آنکھ سے ہے، یعنی ان کے مطابق وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جس دیکھنے کو ثابت کرتے ہیں وہ دل سے دیکھنا ہے، یعنی حالتِ نیند پر محمول ہے۔ اس طرح دونوں اقوال میں جمع و تطبیق ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ظاہری آنکھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت کرتے ہیں ان کا قول مرجوح ہے۔

فائدہ : فرمانِ باری تعالیٰ : ﴿فَأَوْحىٰ إِلىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحىٰ﴾ (النجم : ١٠) کے بارے میں حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : معناہ : فأوحیٰ جبریل إلی عبد اللّٰہ محمّد ما أوحیٰ ، أو أوحی اللّٰہ إلی عبدہ محمّد ما أوحیٰ بواسطۃ جبریل ، و کلا المعنیین صحیح . ''اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جبریل نے اللہ تعالیٰ کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو وحی کرنا تھی کر دی یا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو وحی کرنا تھی، جبریل کے واسطے سے کر دی۔ یہ دونوں معنیٰ دُرست ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : ٦/٢٣)

الحاصل : نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔ مدعی کو چاہیے کہ وہ بادلیل بات کرے۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نیند میں دیدار الٰھی :

ائمہ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ نیند میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نمازِ صبح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فإذا أنا بربّی عزّ وجلّ فی أحسن صورۃ . ''اچانک میں نے اپنے

ربّ کو حسین ترین صورت میں دیکھا۔'' (مسند الامام احمد: ۵/۲۴۳، وسندہٗ صحیحٌ)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں:

ولکن لم یکن هذا فی الإسراء ، ولکن کان فی المدینة لما احتبس عنهم فی صلاة الصبح ، ثمّ أخبرهم عن رؤیة ربّه تبارک وتعالیٰ تلک اللیلة فی منامه ، وعلی هذا بنی الإمام أحمد رحمه اللّٰه تعالیٰ ، وقال : نعم رآه حقّا ، فإنّ رؤیا الأنبیاء حقّ ، ولا بدّ .

''یہ دیکھنا معراج والے واقعے میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں تھا جب آپ ﷺ صبح کی نماز میں آنے سے لیٹ ہو گئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس رات اللہ تعالیٰ کو نیند میں دیکھنے کے بارے میں بتایا۔ اسی بنا پر امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضرور اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کیونکہ انبیائے کرام کے خواب یقیناً وحی ہوتے ہیں۔'' (زاد المعاد لابن القیم: ۳/۳۷)

نیز فرماتے ہیں: **فعلم أنّ هذا الحدیث کان رؤیا منام بالمدینة ، لم یکن رؤیا یقظة لیلة المعراج .**

''معلوم ہوا کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں نیند کے دوران کا ہے، معراج کی رات بیداری کا نہیں۔'' (مجموع الفتاوی: ۳/۳۸۷، ۳۸۸)

③ کسی نے دنیا میں اللّٰہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا:

کسی نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے، جیسا کہ امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ (۲۰۰۔۲۸۰ھ) فرماتے ہیں:

جمیع الأئمّة یقولون به : إنّه لم یر ، ولا یری فی الدنیا .

''تمام ائمہ کرام یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہ دیکھا گیا نہ دنیا میں اسے دیکھا جا سکتے گا۔'' (الرد علی الجهمیة للدارمی: ۱۲۴)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وقد اتّفق المسلمون علی أنّ النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لم یر ربّہ بعینہ فی الأرض. ''مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔'' (مجموع الفتاوی لابن تیمیة : ۳/۳۸۸)

امام ابنِ ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) لکھتے ہیں: **واتّفقت الأمّة علی أنّه لا یراہ أحد فی الدنیا بعینه.**

''امتِ مسلمہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ دنیا میں کوئی اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔'' (شرح العقیدة الطحاویة لابن ابی العز الحنفی : ۱/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے: **((تعلّموا أنّه لن یری أحد منکم ربّه عزّ وجلّ حتّی یموت))** ''جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا۔'' (صحیح مسلم : ۲/۳۹۹، ح : ۱۶۹)

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کے بارے میں خطبہ دیا اور فرمایا:

((فیقول : أنا ربّکم ، ولن تروا ربّکم حتّی تموتوا))

''وہ کہے گا کہ میں تمہارا ربّ ہوں، حالانکہ تم موت سے پہلے اپنے ربّ کو نہیں دیکھ سکتے۔'' (السنة لابن ابی عاصم : ۴۰۰، وسندہٗ حسنٌ ، عمرو بن عبد اللّٰہ الحضری وثقة العجلی وابن حبان فھو موثق حسن الحدیث)

الحاصل : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ البتہ مدینہ منورہ میں حالتِ نیند میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁